انیس الرحمٰن ندوی
رفیق، فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ، بنگلور ۲۹

زیتون کی کرشمہ سازیاں
اور قرآن کی ایک عظیم پیشین گوئی

قرآن مجید میں جس موضوع پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے اور انسان کو اس پر عقلی، منطقی اور سائنسی نقطۂ نظر سے دعوتِ فکر دی گئی ہے وہ ہے معرفتِ الٰہی، اور اس کی وحدانیت، ربوبیت اور خلاقیت کا اثبات۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں جگہ جگہ اس کائنات کے مادی مظاہر میں غور وفکر کرنے اور ان میں پوشیدہ نشانہائے الٰہی کا استخراج واستنباط کرنے اور ان معلوم جزوی حقائق سے نامعلوم کلی حقیقتوں کا ادراک کرنے پر ابھارا گیا ہے تاکہ اس سے جہاں ایک طرف معرفتِ الٰہی حاصل ہو سکے تو دوسری طرف فطرت وشریعت میں مطابقت وہم آہنگی کا اثبات ہو سکے اور یہ حقیقت بھی منکشف ہو کہ ان دونوں کا سرچشمہ اور منبع ایک ہی ہے۔ اسی وجہ سے قرآن مجید کو کتاب دلائل کہا گیا ہے۔

هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۔ (بقرہ:۱۸۵)

ترجمہ: (یہ قرآن) لوگوں کے واسطے ہدایت ہے اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔

ان ہی آیات الٰہی میں سے ایک عظیم ترین آیت (نشانی) زیتون کا پھل اور اس کا تیل ہیں۔

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ دونوں میں زیتون اور اس کے تیل کا متعدد جگہوں پر تذکرہ آیا ہے، مگر مجموعی اعتبار سے زیتون کے سلسلے میں قرآن اور حدیث میں وارد بحث میں بنیادی اور اصولی فرق ہے۔ احادیث میں زیتون کا تذکرہ طبی نقطۂ نظر سے ہے جبکہ قرآنِ مجید زیتون پر استدلالی اور اعجازی نقطۂ نظر سے بحث کرتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک جدید ترین سائنسی تحقیق، جس کی رو سے زیتون کے تیل سے بجلی پیدا کی جا سکتی ہے، نے ایک عظیم قرآنی پیشین گوئی کی تصدیق کر کے اس کو حقیقت کا جامہ پہنا دیا ہے۔ اس پر تفصیلی بحث آگے آئے گی۔ ہمارے اس مضمون کا موضوع بحث یہی آیت ہے، مگر چونکہ طب نبوی بھی درحقیقت احادیث نبوی کے علمی وطبی اعجاز ہی کے قبیل سے ہے اس لئے اس پر بھی یہاں اعجازی نقطۂ نظر سے مختصر بحث کی جاتی ہے۔

زیتون احادیث مبارکہ میں

زیتون کے سلسلے میں جو حدیثیں آئی ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

عن عمرؓ عن النبی ﷺ انه قال: ائتدموا بالزیت وادھنوا به فانه من شجرة مبارکة[1] ترجمہ: ''حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: زیتون کو سالن کے طور پر کھاؤ اور اس کی مالش کرو۔ کیونکہ وہ ایک مبارک پیڑ کا تیل ہے۔''

عن ابی ھریرة عن النبی ﷺ انه قال: کلوا الزیت وادھنوا به، فانه من شجرة مبارکة[2] ترجمہ: ''حضرت ابوہریرۃ آپؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: زیتون کا تیل کھاؤ اور اس کی مالش کرو۔ کیونکہ وہ ایک مبارک درخت سے ہے۔''

کان النبی ﷺ یدھن بالزیت والورس من ذات الجنب۔[3]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ذات الجنب pleurisy کا علاج زیتون کے تیل اور ورس (قط البحری) کی مالش سے کرتے تھے۔

عن علقمة بن عامر: علیکم بزیت الزیتون، کلوہ وادھنوا به فانه ینفع من البواسیر۔[4]

ترجمہ: ''حضرت علقمہ کہتے ہیں: تم زیتون کا تیل استعمال کرو، اس کو کھاؤ اور اس سے مالش کرو کیونکہ وہ بواسیر سے فائدہ پہنچاتا ہے۔''

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ جو زیتون کے تیل کی مالش کرے گا شیطان اس سے قریب نہیں ہوتا۔

من ادھن بالزیت لم یقربه شیطان۔[5]

مندرجہ بالا احادیث سے یہ امر منکشف ہوتا ہے کہ زیتون کے طبی فوائد کے ساتھ ساتھ روحانی فوائد بھی ہیں اسی وجہ سے قرآن اور حدیث دونوں میں اس کے درخت کو مبارک کہا گیا ہے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ وہ جنت کا پیڑ ہے۔ قرآن مجید میں اس کے تیل کو سالن کے طور پر بھی استعمال کئے جانے کی بات کہی گئی۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے زیتون کی قسم بھی کھائی ہے۔ ایک دوسری جگہ اللہ اپنے نور کی مثال زیتون کے مبارک تیل سے حاصل شدہ روشنی سے دیتا ہے۔ اس آیت کی تفسیر جدید سائنسی تحقیقات کی روشنی میں آگے ملاحظہ ہو۔

طب نبوی کا اعجاز

طب نبوی کا تعلق بھی دراصل احادیث مبارکہ کے علمی وطبی اعجاز سے ہے۔ کیونکہ طب پر نبی کریم ﷺ کے یہ ارشادات دراصل ملکوتی عجائبات ہیں جن کا افشاء رسول اللہ ﷺ کی زبانی کروایا جا رہا ہے۔ طب نبوی کے ان اعجازی پہلوؤں کو جدید سائنسی اور طبی تحقیقات نے بے نقاب کر کے اس پر ایک نئے نقطۂ نظر سے بحث ومباحثہ کا دروازہ کھولنے کے ساتھ ساتھ احادیثِ مبارکہ کی صحت وصداقت پر سائنٹفک دلائل بھی فراہم کر دیئے ہیں۔

طب نبوی کو فنی اعتبار سے بعض لوگوں نے اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے جن میں سرفہرست نامور اسلامی مؤرخ

علامہ ابن خلدون (م ۸۰۸ھ) ہیں۔ انہوں نے اسے غیر معیاری اور غیر سائنٹفک قرار دیتے ہوئے اس کی توجیہ اس طرح کی ہے کہ نبی کریمؐ کے ان ارشادات کا مقصد تشریع نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کی بعثت کا اصل مقصد خدائی احکام کی تعلیم اور روحانی اصلاح وتزکیہ ہے نہ کہ جسمانی علاج ومعالجہ۔ ابن خلدون نے آپؐ کے ان ارشادات کا ماخذ اس دور کی مروجہ طب اور بڑے بوڑھوں کی کہاوتیں قرار دیا ہے جن میں صحت وعدم صحت دونوں کا احتمال ہوسکتا ہے۔[۶] طب نبوی پر ابن خلدون کے یہ آراء مغربی فضلاء (مستشرقین) کی دلچسپی اور ان کی توجہات وعنایات کا مرکز بنے۔[۷] کیونکہ یہ چیز عین ان کے مزاج ومزاق کے مطابق تھی۔

طب نبوی پر اس طرح کے اعتراضات اور تنقیدات کے ازالہ کے لئے اس کے مقاصد کی جانکاری ضروری ہے۔ انہی مقاصد میں سے ایک اہم مقصد اس کا علمی وطبی اعجاز ہے جس پر ہم نے اوپر روشنی ڈالی ہے۔ ان نبوی ارشادات کی معنویت، افادیت اور مصداقیت پر قدیم طب کے ساتھ ساتھ طب جدید نے بھی مہر تصدیق ثبت کردی ہے بلکہ روز افزوں اس کے عجائبات میں اضافہ ہی ہورہا ہے۔ لہٰذا ان ارشادات کا مقصد بجا طور تشریعی نہیں بلکہ اعجازی ہے۔ اگر ہم طب نبوی سے بھی ایک قدم نیچے آکر احادیث مبارکہ میں موجود آداب زندگی اور روزمرہ کے احکام وفضائل کا جدید طب وسائنس کی روشنی میں باریک بینی سے microscopic مطالعہ کریں تو اس میں بھی ایسی زبردست طبی وسائنسی حکمتیں نظر آئیں گی جو ہمیں مبہوت کردیں گی۔ اس پر بحث اس موضوع سے خارج ہے۔ مگر ان تمام حقائق سے جو چیز نمایاں طور پر سامنے آتی ہے وہ یہ کہ ان نبوی ارشادات اور جدید طبی وسائنسی حقائق میں اس قدر زبردست مطابقت اور ہم آہنگی کسی انسان کی ذہنی پیداوار نہیں ہوسکتی اور نہ اس کا مرجع سنی سنائی باتوں کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا اس کا ماخذ سوائے وحی الٰہی کے اور کوئی دوسری چیز نہیں ہوسکتی۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ابن خلدون نے طب نبوی پر باوجود اپنی تنقید کے بعض نبوی ارشادات میں طبی اعجازات کو تسلیم بھی کیا ہے۔[۸]

طب نبوی کا اعجازی مطالعہ اس ناحیہ سے بھی انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سحر اور کہانت کی مذمت فرمائی اور طب کو خالص سائنسی وتجرباتی ذرائع سے حاصل کرنے پر زور دیا۔ کیونکہ عہد نبوی میں بالعموم اور عربوں میں بالخصوص مجرب طب کے بجائے جادوگری اور کہانت کا رواج زیادہ تھا اور لوگ علاج معالجہ کے لئے بجائے اطباء کے جادوگروں اور کاہنوں کی طرف رجوع ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے:

"عن جابر بن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: لكل داء دواء فإذا أصاب دواء برئ بإذن الله عزوجل۔"

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ہر ایک مرض کا علاج ہے جب کسی مرض کا صحیح علاج کیا جاتا ہے تو اللہ کے حکم سے اس سے شفا ملتی ہے۔

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے:

"عن أبي الدرداء قال قال رسول الله ﷺ: ان الله أنزل الداء والدواء، وجعل لكل داء دواء ا، فتداووا ولاتداووا بحرام."[10]

ترجمہ: "حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے بیماری اور دوا دونوں نازل کی ہیں اور ہر بیماری کے لئے علاج بھی مقرر کیا ہوا ہے۔ لہذا تم علاج کرو، البتہ حرام طریقہ اور محرمات سے علاج مت کرو۔"

تو ظاہر ہے کہ طب سے متعلق اس قسم کے غیبی اخبار جو اپنی اہمیت اور افادیت میں انقلابی نوعیت کی ہیں اس کا مرجع صرف اور صرف وحی الٰہی ہو سکتا ہے۔

اسی طرح آپ نے اچھے اور ماہر اطباء سے علاج کروانے اور اس سلسلے میں غیر مسلم اطباء سے بھی مراجعت کرنے کا حکم دیا۔ جیسا کہ بعض احادیث سے اس کا پتہ چلتا ہے۔ اور آپؐ نے بعض امراض کا علاج مستقبل میں دریافت ہونے کی بھی پیش گوئی فرمائی۔ ایسی تمام احادیث جن میں آپؐ نے حفظان صحت، امراض کے معالجات اور ان سے بچاؤ کے طریقوں، اطباء کے فضائل، نافع غذا کے استعمال، مریضوں کی عیادت کے اصول اور پاکی صفائی وغیرہ کو مستلزم رکھنے پر زور دیا ہے ان کی تعداد تین سو سے زائد ہے، جس کو طب نبوی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

کلامی نقطۂ نظر سے بھی ان احادیث کی کافی اہمیت ہے جس سے احادیث مبارکہ کی قدر و منزلت کو کم کرنے اور ان کی قطعیت کو مشکوک کرنے کی عالم اسلام میں چل رہی مختلف تحریکوں کا سد باب بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ ان کا ماٗخذ ایک علیم وخبیر خدا کی طرف سے وحی کے اور کوئی دوسری شئ نہیں ہو سکتی۔ نبوی ارشادات (تشریعی اور اعجازی) کے من جانب اللہ ہونے کی تصدیق قرآنِ عظیم نے بھی ان الفاظ میں کی ہے:

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ. إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ. (نجم:۳-۴)

ترجمہ: اور نہ وہ (نبیؐ) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے، یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے۔

الغرض قرآن مجید کے ساتھ ساتھ احادیث مبارکہ کے یہی وہ بیانات تھے جنہوں نے مسلمانوں کو تجرباتی سائنس وتجرباتی طب کے حصول پر ابھارا۔ مسلمانوں نے ایک مختصر ترین مدت میں سائنس وطب وغیرہ میں جو عظیم الشان ترقی کی ان کا سہرا قرآن اور حدیث ہی کے سر بندھتا ہے۔

طب نبوی کو قدیم طب کے ساتھ ساتھ جدید طبی تحقیقات کی روشنی میں مدون کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس نقطۂ نظر سے یہاں زیتون پر قدیم وجدید طبی تحقیقات ملاحظہ ہوں جن سے اس سلسلے میں وارد احادیث کی معنویت ومصداقیت پر روشنی پڑے گی۔

زیتون اسلامی طب میں

طب پر اسلامی دور کی قدیم ترین کتابوں میں ایک کتاب شیخ الرئیس ابن سینا Avicenna (م ۱۰۳۷م) کی ''القانون فی الطب'' Canon ہے۔ ابن سینا کا شمار تاریخ طب کے عظیم ترین اطباء میں ہوتا ہے۔ اس کی یہ کتاب ماضی قریب تک طب میں امہات المراجع کا درجہ رکھتی تھی اور بارہویں صدی سے اٹھارویں صدی تک یورپ کی یونیورسٹیوں میں داخل نصاب تھی۔ ابن سینا نے زیتون کی مختلف انواع کی تقسیم کی ہے اور پھر ان کی الگ الگ انواع، ان کے پھلوں، پتیوں اور تیلوں کے طبی وغذائی فوائد اور مختلف اعضائے جسمانی کے لئے ان کی افادیت کو بالتفصیل پیش کیا ہے۔ اس کا اختصار حسب ذیل ہے:

''زیتون ایک عظیم درخت ہے جو بعض ممالک میں پایا جاتا ہے۔ اس کا تیل کچے زیتون سے بھی نکالا جاتا ہے جس کو زیت انفاق کہتے ہیں اور پکے ہوئے سیاہ زیتون سے بھی نکالا جاتا ہے جس کو مدرک کہتے ہیں اور ان دونوں کے درمیانی سرخ زیتون سے بھی نکالا جاتا ہے۔ اسی طرح زیتون کے تیل کی ایک تقسیم اس کے زیتون کے باغ میں یا ریگستان (بری) میں اگنے کی بنیاد پر بھی ہے۔۔۔ زیت انفاق ٹھنڈا اور مرطوب ہوتا ہے، اور زیت مدرک معتدل گرم اور معتدل مرطوب ہوتا ہے۔۔۔ زیتون کے تیل کی تمام انواع جسم کے لئے مقوی اور حرکت وچستی بخش ہوتی ہیں۔۔۔ بری زیتون کے پتے انگلیوں کی سوجن whitlow کیلئے فائدہ مند ہیں۔ یہ بالعموم گلاب کے عرق کے مانند ہوتا ہے۔ بالوں کی حفاظت کرتا ہے اور اگر ہر دن استعمال کیا جائے تو بڑھاپے کو جلدی آنے سے روکتا ہے۔

۔۔۔ اسی طرح یہ سرخبادہ erysipelas، چھپاکی uticaria اور دوسری سوجنوں کو مٹاتا ہے۔ کچے بری زیتون کا تیل کچے اور سوکھے زخموں اور خارشت mange سے فائدہ دیتا ہے اور اس کے پتے سرخبادہ، ساعیۃ، خبیثہ، وسخہ، نملہ اور چھپاکی کیلئے مفید ہیں۔ وہ ہر طرح کی خارشت یہاں تک کہ جانوروں کی خارشت کو بھی ختم کر دیتا ہے۔ زیتون کے تیل، پانی اور نمک کے مرکب سے آگ کے جلے کو پٹی باندھی جائے تو اس کو فائدہ دیتا ہے۔ اس کا گوند زخموں کے مرہم کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

زیتون کے نمکین پانی سے عرق نسا sciatia کے لئے حقنہ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ جوڑوں اور پٹھوں کے درد کے لئے بھی مفید ہے۔

زیتون سر کے مختلف اعضاء کیلئے بہت فائدہ مند ہے۔ زیتون کے پتوں کو کچے انگور کے پانی سے پکایا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ شہد کے مانند ہو جاتا ہے، اس کو کھوکھلے دانتوں پر ملا جاتا ہے تاکہ اسکے نکالنے میں آسانی ہو۔ بری زیتون کا تیل سر درد سے افاقے میں گلاب کے عرق کے مانند ہوتا ہے۔ یہ کان کے سیلان کے علاج میں بھی کام آتا ہے۔ مسوڑوں سے خون کے بہاؤ کو روکتا اور انہیں کستا ہے۔ اور دانتوں کو مضبوط کرتا ہے۔ اگر بری زیتون کے گوند کو

کھو کھلے دانت میں بھر دیا جائے تو وہ درد کم کر دیتا ہے۔ کان کے درد کے لئے اس کے تیل کے قطرات سب سے مفید دوا ہیں۔ اس کے پتے قلاع یا جوشش دہن thrush کے لئے مفید ہوتے ہیں۔

آنکھ کے علاجات: اس کو آنکھوں کی کم بینائی کے علاج کے لئے سرمہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی جڑ کو آنکھوں کی دواؤں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے جلے ہوئے پتے توتیا (ایک دھات جس سے سرمہ بنایا جاتا ہے) کے بدل کے طور پر استعمال کیئے جاتے ہیں۔ اس کا گوند اس کے دھندلے پن، سفیدی اور قرنیہ چشم cornea کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسکے پتوں کا رس خروج چشم exopthalmos اور قرنیہ کی پھنسیوں اور پھوڑوں کیلئے منافع بخش ہے۔ آنکھ کے لئے بستانی زیتون، بری زیتون سے زیادہ منافع بخش ہے۔

دل کے اعضاء کا علاج: کالا زیتون مع اس کے بیج کے من جملہ ان بخورات میں سے ایک ہے جو دمہ asthma اور پھیپڑوں کے امراض کے لئے فائدہ بخش ہے۔

غذائی فائدے: زیتون اور اس کی جڑ شہوت بڑہاتے ہیں، معدے کو مقوی بناتے ہیں، کائم chyme کو پیدا کرتے ہیں اور ہاضمہ کو بڑھاتے ہیں۔

زہر سے علاج: زیتون کے تیل کو گرم پانی کے ساتھ پیا جائے تو وہ زہر کی قوت کو توڑ دیتا ہے۔ اس ضمن میں بری زیتون کا گوند تریاق کا کام دیتا ہے۔[۱۱]

زیتون کے سلسلے میں یہ تحقیقات آج سے ایک ہزار سال قبل کے ایک مسلمان طبیب و فلسفی کی ہیں۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں نے اس وقت ہی تجرباتی سائنس اور تجرباتی طب میں کس قدر ترقی کر لی تھی، جس کی ایک جھلک زیتون کے سلسلے میں ان کی طبی تحقیقات سے ہمیں نظر آ رہی ہے۔ ابن سیناء سے پہلے اور بعد میں بھی درجنوں بڑے اور نامور مسلم محققین اطباء گزرے ہیں جن میں محمد بن زکریا الرازی (۹۳۲م)، علی بن عباس المجوسی (۹۸۲م)، ابن جلجل (۱۰۰۹م)، ابن الجزار (۳۵۰ھ)، الزہراوی (۱۰۱۳م)، ابن ہیثم (۴۳۰ھ)، ابن وافد (۴۶۵ھ)، امیۃ بن ابی صلت (۵۲۹ھ)، ابن باجہ (۵۳۳ھ)، ابن بیطار (۶۴۶ھ)، ابن نفیس (۶۸۷ھ) اور ابن القف (۶۸۵ھ) وغیرہ قابل ذکر ہیں، جن کی تصنیفات و تحقیقات ہمارے پاس دستیاب نہیں ہیں۔ علماء اور متکلمین نے بھی طب نبوی پر خصوصی کتابیں تصنیف کی ہیں جو زیادہ تر انہیں مسلم اطباء کی تحقیقات سے مستفاد ہیں۔ ان میں عبد اللطیف بغدادی (۶۲۹ھ) کی ''الطب من الکتاب والسنۃ''، علامہ ابن قیم الجوزیۃ (۷۵۱ھ) کی ''الطب النبوی'' اور محمد بن احمد الذہبی (۷۸۴ھ) کی بھی ''الطب النبوی'' قابل ذکر ہیں۔

عبد اللطیف بغدادی جو بیک وقت پائے کے محقق طبیب اور عالم دین بھی تھے زیتون کے تیل کے متعلق اپنی تحقیقات اس طرح قلمبند کی ہیں:

’’یہ ٹھنڈا اور مرطوب ہوتا ہے یہ جس قدر پرانا ہوگا اس کی حرارت اسی قدر زیادہ ہوگی۔ اس کے تیل کی مالش بالوں اور اعضائے جسمانی کو مقوی بناتی ہے۔ اور بڑھاپہ کی آمد میں تاخیر کا سبب بنتی ہے۔ وہ جسمانی زہروں کے لئے تریاق کا کام کرتا ہے، پیٹ صاف کرتا ہے، اس کے دردوں کو ختم کرتا ہے اور اس کے کیڑوں کو نکال باہر کرتا ہے۔ اس کے منافع بے شمار ہیں۔ زیتون کے تیل کے علاوہ تمام قسم کے تیل معدہ اور آنتوں کو کمزور کرتے ہیں۔‘‘[۱۲]

علامہ ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں:

’’زیتون کا تیل اپنے زیتون کے موافق ہوتا ہے۔ پکے ہوئے زیتون کا تیل عمدہ اور معتدل ہوتا ہے۔ کچے زیتون کے تیل میں برودت اور خشکی ہوتی ہے۔ لال زیتون کا تیل ان دونوں تیلوں کا متوسط ہوتا ہے۔ کالے زیتون کا تیل گرمی اور رطوبت میں معتدل ہوتا ہے۔ یہ زہر سے شفا دیتا ہے، پیٹ صاف کرتا ہے اور اس کے کیڑوں کو نکال باہر کرتا ہے۔ اس کے پرانے تیل میں زیادہ تمازت اور تحلیلی قوت ہوتی ہے۔ زیتون کے تیل کی تمام اقسام جلد کو ملائم کرتی ہیں اور بڑھاپے کو مؤخر کرتی ہیں۔ زیتون کا نمکین پانی مسوڑوں کو کستا ہے، اس کے پتے حمرہ erysipelas، نملہ اور پھوڑوں وغیرہ کے لئے مفید ہیں۔ اس کے منافع اس سے کئی گنا زیادہ ہیں جس کو ہم نے بیان کیا۔‘‘[۱۳]

زیتون طب جدید میں

یہ ایک نہ جمنے والا تیل کہلاتا ہے جس کو بغیر پکائے سالن کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس کے انتہائی مفید روغنی تیزابی محتویات oleic acid contents کی وجہ سے انسان کا نظام تغذیہ اور پیٹ دونوں اپنے کام انتہائی نفیس طریقہ سے انجام دیتے ہیں۔ یہ معدے کے ورموں اور زخموں وغیرہ کے لئے مفید ہے اس قسم کے امراض میں اس کے ۳۵٪ سے ۵۵٪ فیصد کامیاب طبی تجربے کئے جا چکے ہیں۔

نہار پیٹ دو چمچ زیتون کا تیل مزمن قبض chronic constipation سے راحت دیتا ہے۔

زیتون کا تیل پتہ gallbladder کی نقاہت اور کمزوری کو دور کرنے میں دوائی کا کام کرتا ہے۔ یہ اس سلسلے کا سب سے مفید علاج ہے۔ پتہ کا یہ علاج جو دراصل طب اسلامی کی تحقیق ہے متعدد جدید طبی تحقیقات نے اس کی تصدیق کی ہے۔

پتھری جو آج کل ایک عام بیماری ہے اس کے علاج کیلئے یہ ایک انتہائی مفید تیل ہے۔ پتھری پتہ میں چکنے مادے کی زیادتی اور اس کو تحلیل کرنے کیلئے درکار صفراوی تیزاب bile acid کی کمی کی وجہ سے بنتی ہے۔ زیتون کا تیل اس طرح کی پتھریوں کے جمنے کے خلاف مؤثر تحفظ فراہم کرتا ہے۔ وہ ممالک جہاں زیتون اگتا ہے اور اس کے تیل کا استعمال زیادہ ہے وہاں یہ بیماری کم ہے۔

زیتون کا تیل نوزائدہ بچوں کے لئے انتہائی مفید ہے۔ بنیادی طور پر ان کے لئے کسی بھی طرح کے تیل کا

استعمال انتہائی مضر ہوتا ہے۔لیکن زیتون کے غذائی تجزیے سے اس کا انکشاف ہوا ہے کہ اس میں شیر خوار بچوں کے لئے درکار ضروری چرب مادے کے ساتھ ساتھ ایسی متوازن مقدار میں ترشہ linoleic - linolenic acid پایا جاتا ہے جو ماؤں کے دودھ میں پایا جاتا ہے۔اسی طرح یہ ہڈیوں کی نشونما اور ان کے تحجر mineralization کیلئے ایک انتہائی مفید تیل ہے۔

طب جدید نے طب اسلامی کی اس تحقیق کو صحیح ثابت کردیا ہے کہ زیتون کا لمبے عرصے مستقل استعمال بڑھاپے کی آمد میں تاخیر کا سبب بنتا ہے۔دراصل انسانی جسم میں موجود اربوں خلیوں cells میں سے ہر ایک خلیہ ایک نظام کا متوارث ہوتا ہے جو ہماری تمام حیوی سرگرمیوں biological activities کا تعیین کرتا ہے۔اور جوں جوں پرانے خلیے مرتے اور ان کی جگہ نئے خلیے پیدا ہوتے رہتے ہیں یہ نظام ان خلیوں کو وراثتاً منتقل ہوتا رہتا ہے۔خلیوں میں پے درپے اس عمل توارث کی وجہ سے ان کے نظام توارث میں بعض غلطیاں جنم لیتی ہیں اور چرب مادہ کا زیادہ استعمال ان غلطیوں میں کثافت پیدا کردیتا ہے جو آگے چل کر موت کا باعث بنتا ہے۔مگر زیتون کا تیل چونکہ متوازن مقدار میں ترشہ اور مانع تکسید اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے اس لئے وہ اس طرح کی وراثتی غلطیوں کی اصلاح کے ساتھ ساتھ ان سے تحفظ بھی فراہم کرتا ہے۔جس سے متوقع عمر life expectancy بڑھ جاتی ہے۔

جلدی بیماریوں کیلئے زیتون کا تیل انتہائی مفید ہے۔اس کے استعمال سے ٪۶۰ سے زائد جلد کی موذی بیماریوں کا ازالہ ہوا ہے۔

عمر رسیدہ اشخاص میں ہڈیوں کا تکلس bone calcification ایک عام بیماری ہے۔زیتون کا تیل اس سے تحفظ میں ایک مثبت رول ادا کرتا ہے اور اس کا استعمال ہڈیوں کے تحجر bone mineralization میں مدد دیتا ہے۔اسی طرح زیتون کا تیل قوت ہاضمہ اور قوت تحلیلی غذا کو بڑھاتا ہے جس کی عمر رسیدہ اشخاص کو زیادہ شکایت رہتی ہے۔

تصلب شریاں arteriosclerosis ایک اور موذی اور عام بیماری ہے جو موت کا پیش خیمہ بنتی ہے۔ یہ بیماری سگریٹ نوشی، شریانوں کے بیش تناؤ hypertension ، بڑھاپا اور شکر وغیرہ کی وجہ سے جنم لیتی ہے۔ زیتون کا تیل اس بیماری کے علاج میں انتہائی مفید پایا گیا ہے۔[۱۴]

زیتون کے طبی فوائد کا یہ ایک اختصار ہے ورنہ اسکے فوائد اس سے کہیں زیادہ ہیں جن کو اوپر بیان کیا گیا ہے

زیتون کا تذکرہ قرآن مجید میں

قرآن مجید میں زیتون کے سلسلے میں جو بحث آئی ہے وہ بنیادی طور پر اعجازی اور استدلالی نوعیت کی ہے۔ اس میں کل سات جگہوں پر اس کا تذکرہ آیا ہے۔سورہ انعام کی آیت ۱۴۳ اور سورہ عبس کی آیت ۲۹ میں اس کو

خصوصیت کے ساتھ خدائی نعمتوں میں گنایا گیا ہے۔سورۂ مؤمنون میں جہاں اس کا تذکرہ بالواسطہ آیا ہے اس کو سالن کے طور پر استعمال کرنے کی بات کہی گئی ہے:

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَاءَ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِلْآكِلِيْنَ۔ (مؤمنون:۲۰)

ترجمہ: ''اور وہ درخت جو طور سیناء سے نکلتا ہے جو کھانے والوں کے لئے روغن اور سالن لے کر اگتا ہے''

اس آیت کریمہ کی طبی نقطۂ نظر سے کافی اہمیت ہے جس پر بحث کی جاچکی ہے۔اسی طرح سورۂ تین میں خدائے تعالیٰ نے زیتون کی قسم کھائی ہے۔مفسرین کی تصریحات کے مطابق اللہ رب العزت قرآن مجید میں اپنی جن مخلوقات کی قسمیں کھاتا ہے وہ اس کی عظیم ترین نشانیوں میں سے ہوتی ہیں۔[۱۵] اس کے علاوہ دو جگہوں پر زیتون اور دوسری اشیاء کے تذکرے کے بعد ایک جگہ اس میں مؤمنین کے لئے نشانیاں ہونے اور دوسری جگہ اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہونے کی بات کہی گئی ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ، فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًا، وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٌ مِنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ، أُنْظُرُوْا إِلَىٰ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهِ، إِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنَ۔ (انعام:۹۹)

ترجمہ: اور اسی نے آسمان سے پانی اتارا، پھر ہم نے اس سے ہرا گنے والی چیز نکالی، پھر ہم نے اس سے سبز کھیتی نکالی جس سے ہم ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے شگوفوں میں سے پھل کے جھکے ہوئے گچھے اور انگور اور زیتون اور انار کے باغ آپس میں ملتے جلتے اور جدا جدا بھی ہر ایک درخت کے پھل کو دیکھو جب وہ پھل لاتا ہے اور اس کے پکنے کو دیکھو ان چیزوں میں ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ۔ يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ، إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُوْنَ۔ (النحل:۱۰-۱۱)

ترجمہ: ''وہی ہے جس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی نازل کیا، اسی میں سے پیتے ہو اور اسی سے درخت ہوتے ہیں جن میں چراتے ہو تمہارے واسطے، اسی سے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے میوے اگاتا ہے۔بے شک ان میں ان لوگوں کے لئے نشانی ہے جو غور کرتے ہیں۔''

زیتون پر ان اجمالی تذکروں کے علاوہ قرآن مجید میں زیتون پر ایک تفصیلی آیت بھی آئی ہے جس میں خدائے تعالیٰ نے اپنے نور کی مثال زیتون کے تیل سے حاصل ہونے والی روشنی سے دی ہے۔اور زیتون کے تیل کے

سلسلے میں ایک عظیم پیشین گوئی کی گئی ہے جس کو ایک تازہ ترین سائنسی تحقیق نے حقیقت کا جامہ پہنا کر اس قرآنی بیان پر مہر تصدیق ثبت کردی ہے۔ اور یہ آیت زیتون کے سلسلے میں قرآنِ مجید میں وارد دوسری اجمالی آیات کی تفصیل پیش کرتی ہے۔

جدید سائنسی انکشاف اور قرآن کی پیشین گوئی

زیتون کے تیل کے سلسلے میں حال ہی میں ایک نئی سائنسی تحقیق سامنے آئی ہے جس کی رو سے زیتون کے تیل سے بجلی پیدا کی جاسکتی ہے۔ بحر متوسط mediterranian sea کے وہ ممالک جہاں زیتون کی کاشت ہوتی ہے (مثلاً اسپین، مراقش اور اٹلی وغیرہ) وہاں پر زیتون کے تیل سے بجلی پیدا کرنے کے بجلی گھر plants نصب ہونے شروع ہوگئے ہیں اور بڑے پیمانے پر بجلی کی پیداوار بھی جاری ہے۔ یہ بجلی گھر وہاں بڑے علاقوں کی بجلی کی ضروریات کو پوری کررہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس سائنسی انکشاف نے ہمارے بے شمار ماحولیاتی اور اثری مسائل ومشکلات کا حل بھی پیش کردیا ہے۔ اس سے جہاں ایک طرف ہمارے رکازی ایندھن fossil fuel مثلاً کوئلہ، گیس اور پٹرول وغیرہ کی بچت ہوگی جس کے مستقبل قریب میں ختم ہونے کا اندیشہ ماہرین اثریات کی پریشانی کا باعث بنا ہوا تھا تو دوسری طرف زیتون کے تیل کی شکل میں ایک ایسا ایندھن انسان کے ہاتھ لگ گیا ہے جو قابل تجدید واحیاء renewable بھی ہے اور اپنے اندر بقدر طلب فراہمی پیدا کئے جانے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔

اس جدید ترین سائنسی انکشاف کی روشنی میں اب اس سلسلے کی آیت ملاحظہ ہو جس میں زیتون کا تیل بغیر آگ چھوئے ہوئے روشن ہواٹھنے کی پیشین گوئی کی گئی ہے:

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ، اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ، اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ، یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓئُ وَلَوْلَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ، نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ، یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ، وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ، وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔ (النور:۳۵)

ترجمہ: ''اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے کسی طاق میں چراغ ہو، چراغ شیشے کی قندیل میں ہے، قندیل گویا کہ موتی کی طرح چمکتا ہوا ستارہ ہے، جو زیتون کے مبارک درخت سے روشن کیا جاتا ہے، نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف، اس کا تیل قریب ہے کہ روشن ہوجائے اگرچہ اسے آگ نے نہ چھوا ہو، روشنی پر روشنی ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے اپنی روشنی کی راہ دکھاتا ہے اور اللہ لوگوں کیلئے مثالیں بیان فرماتا ہے، اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔''

مذکورہ بالا آیت کے مختلف زاویوں پر کافی لمبی چوڑی بحثیں کی گئی ہیں۔ جن تمام سے قطع نظر ہمارے مدنظر

اس آیت کا یہ ٹکڑا یَکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْئُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ، نُوْرٌ عَلٰی نُوْر ''قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہو اٹھے اگر چہ اسے آگ نے نہ چھوا ہو، روشنی پر روشنی ہے'' ہے، جو اپنے اندر علم وحکمت کے اسرار سربستہ سمیٹے ہوئے ہے۔ ایک ایسے دور میں جب کہ بجلی اور مصنوعی روشنی پیدا کرنے کے جدید طریقوں کا تصور بھی نہ تھا اس کی تصویر کشی ان سے بہتر الفاظ میں ممکن نہیں ہوسکتی تھی۔ یہ اسلوب بھی قرآن مجید کے ادبی وفنی اعجاز کی ایک بہترین مثال ہے۔ چودہ سو سال قبل قرآن مجید کی اس پیشین گوئی کو آج سائنس نے صحیح ثابت کر کے اسکے بے شمار آفاقی وانفسی معجزوں میں ایک نئے معجزے کا بھی اضافہ کر دیا ہے۔ واضح رہے کہ سائنس کی یہ تحقیق گزشتہ صدی کی آخری دہائی کے نصف آخر کی ہے۔ اسی طرح مذکورہ بالا آیت ان اہم ترین آیات میں سے ایک ہے جو لفظی اور معنوی دونوں اعتبارات سے بخوبی اس امر کو ظاہر کرتی ہیں کہ سائنس اور علم کی ترقی کیساتھ ساتھ کس طرح قرآن مجید کی نئی تفسیر وتشریح کی جاسکتی ہے۔

یہاں اس جدید سائنسی تحقیق کے دوسرے زاویوں پر بھی روشنی ڈالی جاتی ہے تا کہ اس آیت کے اگلے ٹکڑے ''نور علی نور'' پر بھی اعجازی نقطۂ نظر سے روشنی پڑ سکے۔ نور علی نور کا بامحاورہ ترجمہ ''سونے پہ سہاگا'' سے کیا جاسکتا ہے۔ یعنی کہ خدائے تعالی زیتون کے تیل سے بجلی کے انتاج کی تعبیر ان الفاظ میں کر رہا ہے۔ لہذا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں یہ تعبیر کیوں لائی گئی ہے؟ اس کے جواب کے لئے زیتون کے تیل سے بجلی کی پیداوار کے طریقہ کار اور اس سے حاصل ہونے والے دوسرے ماحولیاتی اور عمرانی فوائد کو بھی مدنظر رکھنا ہوگا۔

زیتون سے بجلی پیدا کرنے کا طریقہ کار یہ ہے کہ پہلے زیتون کے پھل کو دبا کر اس سے تیل نکالا جاتا ہے۔ پھر زیتون کے پھل اور تیل کے فضلہ residue کو بڑے ہیٹروں میں گھما کر انہیں سکھایا جاتا ہے، پھر اسے جلا کر گرمی اور بجلی پیدا کی جاتی ہے۔ لہذا زیتون سے جو بجلی پیدا کی جارہی ہے وہ دراصل اس کے تیل کے ناکارہ اور قابل اتلاف تلچھٹ سے حاصل ہو رہی ہے۔ اس طرح خدائے ذوالجلال نے زیتون کے پھل اور تیل میں بے شمار فوائد رکھے ہیں ہی، اس کے ساتھ ساتھ اس کے بے کار فضلہ میں بھی ایسی عظیم الشان منفعت رکھ دی ہے جو ہمارے تمدنی مسائل کا حل پیش کر رہی ہے۔ اس کو کہا جاتا ہے ''آم کے آم اور گٹھلیوں کے بھی دام''۔ جس کو قرآن مجید میں ''نور علی نور'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اس سے قبل زیتون سے تیل برآمد کرنے کے بعد اس کے ناکارہ فضلہ اور اس کے اتلاف کو لیکر مختلف طبی اور ماحولیاتی مسائل ومشکلات کا سامنا تھا۔ مثلا اس کے فضلے سے زمین کی آلودگی اور زیرزمین آبی نظام پر تک اس کے اثر انداز ہونے کے خطرات تھے۔ مگر اس جدید سائنسی تحقیق سے اب یہ ماحولیاتی مسئلہ ایک ماحولیاتی حل میں بدل گیا ہے۔

''نور علی نور'' کی تفسیر ایک دوسرے ناحیہ سے بھی انتہائی اہم ہے۔ اس کے لئے زیتون سے پیدا شدہ بجلی کے استعمال سے ہمارے کرۂ ارض کی فضا پر مرتب ہونے والے اس کے اثرات کو مدنظر رکھنا ہوگا۔

زیتون اور دوسرے نامیاتی مرکبات organic compounds سے حاصل ہونے والی توانائی کو سائنس کی اصطلاح میں حیوی توانائی biomass کہتے ہیں۔ حیوی توانائی کو بطور ایندھن استعمال کرنے سے اس سے فضا میں صرف اسی قدر کاربن ڈائی اکسائیڈ CO_2 خارج ہوتی ہے جتنی کہ وہ نامیاتی مرکبات اپنے پھلنے پھولنے اور بڑھنے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ اس سے فضا میں موجود مہلک کاربن ڈائی اکسائیڈ گیس کی مقدار میں کوئی کمی وبیشی نہیں ہوگی یعنی کہ اس توانائی کے استعمال سے جو کاربن ڈائی اکسائیڈ خارج ہوگی وہ فضا میں غیر جانبدار کاربن ڈائی اکسائیڈ CO_2-neutral تناسب کی حامل ہوگی جس سے کروی تمازت اور گرمی کو قابو میں رکھنے اور موسمی و ماحولیاتی تبدیلیوں کو بڑے پیمانے پر بدلنے سے روکنے میں مدد ملے گی۔ اس طرح حیوی ایندھن سے جو توانائی ہمیں حاصل ہوتی ہے وہ آلودگی سے بھی پاک وصاف ہوگی اسی لئے اس کو فطری توانائی سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔

اس کے برخلاف رکازی ایندھن (پٹرول، گیس اور کوئلہ وغیرہ) کے استعمال سے خارج ہونے والی کاربن ڈائی اکسائیڈ سے ماحولیات اور ہمارے کرۂ ارض کی فضا کے لئے جو عظیم خطرات لاحق ہورہے ہیں وہ ماہرین کے لئے دردسر بنے ہوئے ہیں۔ جن پر اگر جلد قابو نہ پایا گیا تو اس سے ہماری فضا کا توازن درہم برہم ہوسکتا ہے اور یہ زمین پر زندگی کے خاتمہ کا اعلان ہوگا۔ اس سلسلے میں ترقی یافتہ اور صنعتی ممالک اپنی یقین دہانیوں اور مختلف قانون سازیوں کے باوجود اپنے ممالک میں فضا میں کاربن ڈائی اکسائیڈ کے اخراج کی مقدار کو گھٹانے کے اپنے وعدے پورے نہیں کرپارہے ہیں۔ اس صورت حال میں اگر حیوی توانائی کو بڑے پیمانے پر استعمال کیا جائے تو اس سے اس طرح کے ماحولیاتی خطرات پر ایک حد تک قابو پایا جاسکتا ہے۔ ڈبلیوڈبلیوایف WWF کی ایک رپورٹ کے مطابق سن ۲۰۲۰ء تک دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی کل بجلی کا ۱۵٪ فیصد حصہ حیوی توانائی biomass کے ذریعہ حاصل کیا جاسکے گا۔ جس سے فضا میں کاربن ڈائی اکسائیڈ کے اخراج کی موجودہ مقدار کے مقابلے سالانہ ایک ہزار ملین ٹن کی کمی آئے گی۔ اور یہ مقدار کینیڈا Canada اور اٹلی Italy کی موجودہ کل سالانہ اخراج کی مقدار کے متوازی ہے۔ [۱۶]

حیوی توانائی کو دوسری قابل تجدید renewable توانائیوں مثلاً ہوا اور سورج کی گرمی پر اس معنی میں بھی بہت بڑا امتیاز حاصل ہے کہ اس حیوی توانائی کی ذخیرہ اندوزی stocking کی جاسکتی ہے اور بقدر ضرورت اس کو استعمال کیا جاسکتا ہے جس سے بجلی کی مستقل اور غیر متزلزل non-fluctuating فراوانی بھی ممکن ہوگی۔

زیتون کے پھل، تیل اور پھر اس کے فضلے تک کے ان ہمہ جہت فوائد ومنافع کو مدنظر رکھتے ہوئے اب دوبارہ مذکورۂ بالا آیات اور بالخصوص یَکَادُ زَیْتُهَا یُضِیْءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰی نُوْر کا مطالعہ کریں جس سے اس ربانی ارشاد کی معنویت اور زیتون کے ہمہ جہتی فوائد کے سلسلے میں اس کی مصداقیت پر ایک نئی روشنی پڑے گی، اور ایک علیم وخبیر خدا کے ادراک کا ایک نمونہ بھی ہمارے سامنے پیش ہوگا۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے کہ زیتون کے تیل سے بجلی پیدا کرنے کا طریقہ کار یہ ہے کہ اس کے تیل کے فضلہ residue کو سکھانے کے بعد جلا کر اس کو بجلی میں تحویل کیا جاتا ہے، جس کے بعد وہ بجلی قابل استعمال ہوتی ہے۔ لہذا یہاں پر یہ اشکال پیدا ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید میں خدائے تعالیٰ اس کے تیل کو آگ چھوئے بغیر روشن ہو اٹھنے کی بات کہہ رہا ہے جبکہ واقعہ یہ ہے کہ اس کے تیل کو آگ ہی بجلی میں تبدیل کر رہی ہے۔

اگر ہم بغور اس قرآنی بیان اور زیتون کے تیل سے بجلی پیدا کئے جانے کے عمل کا جائزہ لیں تو یہاں یہ اشکال ہی قائم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس پورے عمل میں زیتون کے تیل کو جلا کر بجلی میں تبدیل کئے جانے کا مرحلہ درمیانہ intermediate stage ہے جبکہ قرآن مجید کا استدلال اس کے قطعی مرحلہ concluding stage سے ہے۔ یعنی کہ اس پورے عمل کی اختتامی کڑی کے بعد حاصل ہونے والا نتیجہ (روشنی) ہے جو بغیر آگ جلائے حاصل ہوگی۔ ظاہر ہے کہ زیتون کے تیل کے فضلہ کو صرف جلا دینے سے وہ آخری نتیجہ برآمد نہیں ہو رہا ہے بلکہ اس کے بعد ایک اور مرحلہ ہے جس کو برتنے سے وہ روشنی حاصل ہوگی۔

اس ناحیہ سے بھی اس اشکال کا جواب ممکن ہے کہ چونکہ اس دور میں تیل سے مصنوعی روشنی حاصل کرنے کا صرف یہی ایک طریقہ تھا کہ اس کو آگ لگائی جائے اس لئے یہاں یہ تعبیر لائی گئی ہے کہ اس کو آگ چھوئے بغیر ہی وہ روشن ہوگا جو اس دور والوں کی بہ نسبت بلکہ آج سے ایک دہائی قبل تک لوگوں کے لئے ایک عجیب سی بات تھی۔

مفسرین کے اقوال پر ایک نظر

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں مفسرین کے متعدد اقوال منقول ہیں۔ ان میں سے بعض کے آراء یہاں پیش کئے جاتے ہیں تاکہ اس سلسلے میں ایک اصولی بحث کی جا سکے۔

حضرت کعب الاحبار، ضحاک، اور سعید ابن جبیرؒ نے ''مثل نورہ'' میں ''ہ'' کا مرجع رسول اللہ ﷺ کو مانا ہے۔ اس صورت میں مشکاۃ سے رسول اللہؐ، مصباح سے آپؐ کی نبوت، زجاجہ سے آپؐ کا قلب، شجر مبارک سے وحی اور اسباب وحی (ملائکہ) اور زیت سے وحی میں پوشیدہ دلائل و براہین مراد لئے گئے ہیں۔ اس تفسیر کی رو سے مذکورہ بالا آیت کے ٹکڑے کا مطلب ہوگا: ''رسول اللہ ﷺ کا نور لوگوں پر واضح ہو جائے گا قبل اس کے کہ آپؐ گفتگو کریں۔''

المراد من الزيت نور محمدّ أي يكاد نوره يبين للناس قبل أن يتكلم.

حضرت ابی وغیرہ سے منقول ہے کہ ''نورہ'' کی ضمیر کا مرجع مؤمنین ہیں۔ اس صورت میں مشکاۃ سے مراد مؤمن کا دل، مصباح سے اس کا ایمان اور علم، زجاجہ سے اس کا قلب اور زیت سے دلائل و براہین مراد لئے گئے ہیں۔

حضرت حسن بصریؒ نے اس سے قرآن اور ایمان کا نور مراد لیا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ نے اس کا مرجع اللہ تعالی کو مانا ہے۔ متأخر مفسرین میں حضرت ابن عباس کا قول ہی متداول رہا ہے۔[۱۷]

اس سلسلے میں امام رازیؒ (۶۰۶ھ) کی تفسیر اس آیت سے مراد لئے گئے ہمارے نئے مفہوم سے زیادہ قریب تر ہے جو حسب ذیل ہے۔

وصف الله تعالى زيتها بأنه يكاد يضيئ ولو لم تمسسه نار لأن الزيت إذا كان خالصا صافيا ثم رؤى من بعيد يرى كأن له شعاعا، فإذا مسه النار ازداد ضوءا على ضوء كذلك يكاد المؤمن يعمل بالهدى قبل أن يأتيه العلم، فإذا جاءه العلم ازداد نورا على نور وهدى على هدى.[۱۸]

''اللہ تبارک وتعالی نے زیتون کے تیل کا آگ چھوئے بغیر ہی روشن ہو اٹھنے کا وصف اس لئے بیان کیا ہے کیونکہ جب وہ تیل خالص اور صاف وشفاف ہو اور اس کو دور سے دیکھا جائے تو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا کہ اس کی شعاع ہو۔ اور جب اس کو آگ سے جلایا جائے تو اس کی روشنی دوبالا ہو جاتی ہے۔ مؤمن کا بھی یہی حال ہے کہ وہ بغیر علم ودلائل کے بھی ہدایت پر عمل پیرا رہتا ہے، اور جب اس کے پاس علم اور براہین آجاتے ہیں تو اس کا نور ہدایت بھی اسی طرح روشن اور دوبالا ہو جاتا ہے۔''

امام رازی کے بعد تقریباً تمام مفسرین نے اس آیت کا کم وبیش یہی مفہوم مراد لیا ہے۔ جن میں قرطبی (۶۷۱ھ)، خازن (۷۲۵ھ)، ابن کثیر (۷۷۴ھ)، بیضاوی (۷۹۱ھ)، آلوسی صاحب روح المعانی (۱۲۷۰ھ) وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ امام رازی کے پیشرو علامہ زمخشری صاحب کشاف (۵۳۸ھ) نے بھی یہی معنی مراد لئے ہیں۔

تفسیر اور تاویل میں فرق

ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں مفسرین کے اقوال تأویل کی قبیل کے ہیں۔ یہ آیت اعجازی نوعیت کی اور متشابہات زمانی کے قبیل سے ہے۔ تأویل کی اصطلاح کو قدمائے مفسرین اور متکلمین اسلام نے ایجاد کیا تھا جس سے ان کا مقصد اس قسم کی مشکلات، مبہمات اور متشابہات قرآن کا ایسا مفہوم پیش کرنا تھا جو عارضی اور متبادل ہو۔ ان مفسرین وشارحین عظام نے اس اصطلاح کو بنانے اور اس کے تحت قرآن مجید سے معانی ومطالب اخذ کرنے میں پوری دیانتداری کا ثبوت دیا اور تاویلات قرآن کو حقیقتاً مرجوح مفہوم ہی قرار دیا۔ لہذا اصول تفسیر کی کتابوں میں ''تأویل'' کی اصطلاحی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

"هو صرف اللفظ عن المعنى الراجح إلى المعنى المرجوح لدليل يقترن به."[۱۹]

''کسی لفظ کے راجح معنی مراد لینے کے بجائے مرجوح معنی مراد لینا اس پر کوئی دلیل قائم کرتے ہوئے۔''

تو ظاہر ہے کہ تاویل سے کسی حقیقت کو ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ یا دوسرے الفاظ میں تاویل ایک عارضی شئ ہے جس کو اس وقت تک اپنایا جاسکتا ہے جب تک کہ اس آیت کا حقیقی مفہوم سامنے نہ آجائے (ملاحظہ ہوں علامہ محمد شہاب الدین ندویؒ کی تصانیف)۔ اور موجودہ دور میں قرآن مجید کے بہت سے معانی ومطالب جدید علوم ومعارف کی روشنی میں جس طرح واضح ہوتے جارہے ہیں اس سے اس نقطہ نظر کو تقویت ملتی ہے کہ قرآن مجید کے بیانات کا اصل مصداق اس کا حقیقی مفہوم ہے اور قرآن مجید کے کسی لفظ یا عبارت کا حقیقی مفہوم مراد نہ لیا جاکر اس کا مرجوح مفہوم مراد لیا جانا گویا اس بات کا اشارہ دے رہا ہے کہ اس کا حقیقی مفہوم آنے والے وقت میں ثابت ہوگا (ان شاء اللہ)۔

حواشی

۱- کنز العمال: ۱۰/۸۵ بحوالہ مسند عمر۔

۲- ترمذی وابن ماجہ۔

۳- الطب من الکتاب والسنۃ: البغدادی ص ۱۱۵۔

۴- رواہ ابن الجوزی۔

۵- الطب النبوی، محمد بن احمد الذہبی۔

۶- مقدمہ تاریخ ابن خلدون: ۱/۶۵۱۔

۷- ندائے فرقان: ۱/۱، ص ۷۷۔

۸- مقدمہ تاریخ ابن خلدون: ۱/۶۵۱۔

۹- صحیح مسلم۔

۱۰- سنن ابی داؤد۔

۱۱- خلاصہ از القانون فی الطب: ابن سینا، ۱/۵۷۶-۵۷۸، دار الفکر بیروت۔

۱۲- الطب من الکتاب والسنۃ: عبد اللطیف البغدادی، ص ۱۱۴۔

۱۳- الطب النبوی: ابن قیم الجوزیۃ، ص ۲۴۴۔

۱۴- ملاحظہ ہو: www.oliveoil.com پر زیتون کے تیل کی بین الاقوامی کونسل کا مضمون ''زیتون کے تیل کے طبی فوائد''۔

۱۵- ملاحظہ ہو: التبیان فی اقسام القرآن: ابن قیم ص ۳۔

۱۶- دیکھئے: www.peopleandplanet.net: برقی زیتون، کلیر ڈول، مئی ۲۰۰۴ء۔

۱۷- ملاحظہ ہو تفسیر کبیر: ۲۳/۲۳۷، تفسیر قرطبی: ۱۲/۲۹۰۔

۱۸- (تفسیر کبیر: ۲۳/۲۳۷)

۱۹- مباحث فی علوم القرآن: مناع قطان، ص ۳۲۶، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت۔